E:\Final os\Alser

مفتی غلام قادر☆

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

کہا جاتا ہے کہ جس آدمی میں علم نہیں وہ آدمی نہیں وہ جانور ہے اور جس گھر میں کوئی علم والا نہیں وہ گھر نہیں وہ جانوروں کا ڈربہ ہے اور جس ملک میں علم کا رواج نہیں وہ ملک نہیں حیوانات کا جنگل ہے، کیونکہ علم وہ عظیم صفت ہے جو انسانوں کو حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے۔ علم ہی انسان کو شرف انسانیت بخشتا ہے علم ہی نے انسان کو مسجود ملائکہ بنایا۔

جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا تو سب سے پہلا حکم پڑھنے، پڑھانے اور سیکھنے، سکھانے کے بارے میں ہوا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ۝
اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۙ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ۝ عَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۭ۝ (۱)

حالانکہ عرب کے حالات کے پیش نظر پہلا اعلان توحید کا بھی ہو سکتا تھا کیونکہ بت پرستی اور شرک عام تھا۔ پہلا اعلان رسالت کا بھی ہو سکتا تھا، کیونکہ خالق ومخلوق کا ٹوٹا ہوا رشتہ اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعے ہی جڑ سکتا تھا۔ پہلا حکم قیامت کے بارے میں بھی ہو سکتا تھا کیونکہ یوم آخرت پر یقین آنے سے تمام اعمال وعقائد کو اپنانا آسان ہو جاتا ہے، پہلا اعلان انسانی حقوق کے بارے میں بھی ہو سکتا تھا، کیونکہ وہ پامال ہو رہے تھے۔ پہلا اعلان اعلیٰ اخلاق واوصاف کے

☆۔ مہتمم جامعہ خیر العلوم، خیر پور ٹامیوالی، بہاولپور۔

بارے میں بھی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ان کے ساتھ موصوف ہونے کی صورت میں کامل انسان بن سکتا ہے۔ پہلا اعلان اللہ کی عبادت، شکر، صبر، جہاد اور ذکر اللہ کے بارے میں بھی ہو سکتا تھا۔ مگر سب سے پہلا حکم پڑھنے کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی۔ قرآن مجید میں ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کی تعلیم دی جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمدہ تربیت فرمائی اور خود اعلان فرمایا۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (۲)

اور آپ خلق عظیم کے ساتھ متصف ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں جبرئیل امینؑ اسی طرح واسطہ ہیں جیسا کہ معلم اور متعلم کے درمیان قلم واسطہ اور ذریعہ ہوتا ہے۔ قلم باوجود ذریعہ تعلیم ہونے کے معلم اور متعلم پر فضیلت نہیں رکھتا۔ اسی طرح جبرئیل امینؑ بیشک واسطۂ تعلیم ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل تعلیم دینے والے خود اللہ تعالیٰ ہیں۔ ارشاد باری ہے!

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ (۳)

اس نے انسان کو (رسول پاک کو) ان باتوں کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

تعلیم و تدریس اعلیٰ اور مقدس منصب ہے اور اوصاف فرائض نبوت میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج (۴)

کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ انہی میں سے ایک عظمت والا پیغمبر بھیجا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں معاصی کی آلائشوں سے پاک وصاف کرتا ہے اور انہیں کتاب اللہ

اور حکمت و دانائی کی باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔

آیت کریمہ میں آپ کی صفت معلمی کو اجاگر کیا گیا ہے۔آپ کی تعلیم کا نصاب کتاب اللہ اور حکمت یعنی سنت رسول اللہ ہے،حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو مجلسوں پر ہوا۔آپ نے ان دونوں کو فرمایا کہ یہ دونوں خیر پر ہیں۔ان میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر فضیلت رکھتی ہے۔ان میں سے ایک جماعت اللہ سے دعائیں کر رہی ہے اور اپنی رغبت کا اظہار کر رہی ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اس کو وہ دیدے جو وہ مانگ رہی ہے اور چاہے تو وہ چیز اس سے روک لے لیکن یہ دوسری جماعت والے علم حاصل کر رہے ہیں اور جاہل کو تعلیم دے رہے ہیں یہ افضل ہیں آپ اسی جماعت میں بیٹھ گئے اور فرمایا میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیائے انسانیت پر بڑا احسان ہے کہ آپ نے علم پر اجارہ داری کا خاتمہ کیا اور علم کو پانی،ہوا،اور روشنی کی طرح عام کردیا ورنہ اس سے پہلے علم و تعلم پر راہبوں، پنڈتوں،جادوگروں اور کاہنوں کی اجارہ داری تھی،چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو عام کرنے کے لئے فرمایا!

تعلمو العلم وعلموهُ الناس، تعلموا الفرائض و علموه الناس، تعلمو القرآن وعلموه الناس (٦)

علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔

نیز ارشاد فرمایا!

الکلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو احق بها (٧)

حکمت کی بات تو مومن کی گمشدہ متاع ہے وہ اسے جہاں پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

کامل معلم اپنے شاگردوں میں حصول علم کا شوق اور جذبہ پیدا کرتا ہے چنانچہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے شاگردوں (صحابہ کرامؓ) میں حصولِ علم کا شوق پیدا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اعلان ہوا!

۱۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط (۸)

آپ کہہ دیجئے کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔

۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال علم کے باوجود یہ دعا کیا کرتے تھے!

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ○ (۹)

اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر دیجئے،

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل اللّٰه حتی یرجع (۱۰)

جو شخص علم کی طلب میں اپنے گھر سے نکلا ہو، واپس آنے تک اللہ کے راستہ میں نکلا ہوا شمار ہو گا۔

۴- ارشاد فرمایا!

تدارس العلم ساعة من اللیل خیر من احیا ئها (۱۱)

رات کی ایک گھڑی میں علم کا باہم تکرار و تدارس پوری رات عبادت میں گزارنے سے بہتر ہے۔

۵- آپ نے ارشاد فرمایا!

فضل هذا العالم الذی یصلی المکتوبة ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النهار ویقوم اللیل کفضلی علی ادنا کم (۱۲)

اس عالم کی فضیلت جو فرائض کے ادا کرنے کے بعد لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھے اور رات عبادت میں

گزارے اتنی ہے جیسا کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔

آپ ﷺ کا طرزِ تعلیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات میں سے کمال علم، عظیم حکمت، اعلیٰ اخلاق، شاگردوں کے ساتھ شفقت ورحمت، ان کی تعلیم وتربیت کے لئے عمدہ اور فصیح اسالیب کا استعمال اور ان کی خبر گیری کے اوصاف اپنے کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ تعلیم کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال رہا اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی ڈانٹ ڈپٹ نہیں فرمائی اور جو کام میں نے کیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور جو کام میں نے نہیں کیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا۔(۱۳)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا وہ نمونہ امت کے سامنے ہے جبکہ ایک بدوی مسجد میں پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرامؓ نے اسے ڈانٹنا شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو روک دیا، جب وہ اعرابی پیشاب سے فارغ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی شفقت سے اسے فرمایا کہ یہ مساجد اس قسم کے معاملہ کے لائق نہیں ہیں۔(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل نہایت ہی حکمت پر مبنی تھا کیونکہ اگر اعرابی کو ڈانٹا جاتا تو دو صورتوں میں سے ایک صورت پیش آتی یا تو وہ جاتے ہوئے پیشاب کرتا جاتا تو پوری مسجد ناپاک ہو جاتی اور اگر وہ پیشاب کو روک لیتا تو یہ اس کی صحت پر اثر انداز ہوتا۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ تعلیم عموماً سوال وجواب کی شکل میں ہوتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے معاذ تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے آپؐ نے فرمایا!

فان حق اللّٰہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیأ و
حق العباد علی اللّٰہ ان لا یعذب من لایشرک بہ شیاء

(۱۵)

اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے
ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص
اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے اللہ اسے عذاب نہ دے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو تعلیم بصورت سوال و جواب فرمائی، سوال کیا کہ تم کس طرح فیصلے کرو گے، تو انہوں نے جواب دیا کہ کتاب اللہ کے مطابق آپؐ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں تمہیں وہ مسئلہ نہ ملے تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا کہ اگر سنت رسول اللہ میں بھی تمہیں وہ مسئلہ نہ ملے، تو انہوں نے کہا میں اجتہاد کروں گا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

الحمدللّٰہ الذی وفق رسول رسول اللّٰہ لمایرضی رسول
اللّٰہ (۱۶)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ (ﷺ) کے
نمائندہ کو اس بات کی توفیق دی جس کے ساتھ رسول اللہ راضی ہیں۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرامؓ کو ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کی تعلیم دینے کی خاطر سوال کیا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ کون سا مہینہ ہے؟ اور کون سا دن ہے؟ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ ہم نے خیال کیا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر، مہینہ اور دن کے نام تبدیل کرنا چاہتے ہیں، تو ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے مکہ شریف، ذی الحجہ اور یوم النحر کا نام لیا اور فرمایا کہ جس طرح تمہارا یہ شہر اور یہ تمہارا دن حرمت اور عظمت والے ہیں۔ اسی طرح تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں بھی حرمت اور عظمت رکھتی ہیں۔ (۱۷)

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع تعلیمات میں ہے!

لیس منامن لم یرحم صغیر ناو یوقر کبیرنا (۱۸)

جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم پر عمل کرلیا جائے تو دنیا میں ہر قسم کے فساد کی بیخ کنی ہوسکتی ہے۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے!

وان تحب للناس ماتحب لنفسک (۱۹)

تو لوگوں کے لئے وہی بات پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

مثلاً ہر شخص چاہتا ہے کہ اگر وہ دوسرے کے پاس جائے تو دوسرا اس کے ساتھ عزت سے پیش آئے اور اس کا کام کر دے۔ اسی طرح جب دوسرا شخص آپ کے پاس آئے تو آپ کو بھی اس کے ساتھ یہی برتاؤ کرنا چاہئے۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

من کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجته ومن فرَّج عن مسلم کربة فرج اللّٰه عنه کربةً من کربات یوم القیامة (۲۰)

جو شخص اپنے دوسرے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری کرتا ہے اور جو آدمی کسی مسلمان کی کوئی دنیاوی تکلیف دور کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی تکلیف دور کرے گا۔

۹۔ ہمسایے کے حقوق کے بارے میں فرمایا!

لایدخل الجنة من لایأمن جاره بوائقه (۲۱)

وہ آدمی بہشت میں داخل نہیں ہوگا جس کے فتنوں سے اس کا ہمسایہ

محفوظ نہ رہے۔

۱۰۔ یتیم کی خبر گیری کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے!

من مسح راس یتیم لم یمسحه الا للّٰه کان له بکل شعرة تمر علیها بیده حسنات (۲۲)

جو شخص یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتا ہے اس کے سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

۱۱۔ نیکی اور گناہ کی پہچان کے لئے ارشاد فرمایا!

البر حسن الخلق والاثم ماحاک فی صدرک و کرهت ان یطلع علیه الناس (۲۳)

نیکی تو حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند تعلیمات بطور نمونہ عرض کی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں کامل معلم وہی ہو سکتا ہے جو اسی طرز پر تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دے جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل پوری دنیا کے لئے نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین
والحمد للّٰه رب العلمین

☆

حوالہ جات

۱۔ سورۂ علق،

۲۔ سورۂ قلم، آیت ۴،

۳۔ سورۂ علق، آیت ۵،

۴۔ سورۂ آلِ عمران، آیت ۱۶۴،

۵۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی/ السنن/ ج ۱/ص ۱۱۱، قدیمی کتب خانہ کراچی،

۶۔ ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۹/ص ۲۴۰، دار الفکر بیروت ۹۶ء،

۷۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، الجامع السنن، ج ۴/ص ۳۱۴، دار الفکر بیروت ۹۴ء،

☆ ابن ماجہ، السنن، کتاب الزہد، باب الحکمۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی،

۸۔ سورۂ زمر، آیت ۹،

۹۔ سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱۴،

۱۰۔ ترمذی، ج ۴/ص ۲۹۵،

۱۱۔ خطیب العمری، مشکوٰۃ، ص ۳۶، اصح المطابع، دہلی،

۱۲۔ دارمی، ج ۱/ص ۱۱۰،

۱۳۔ مسلم، الصحیح، ج ۴/ص ۳۵،
دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۹۸ء،

☆ بخاری/ الصحیح، کتاب الوصایا، باب ۲۵، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۵۳ء،

۱۴۔ خطیب العمری، مشکوٰۃ، ص ۵۲،

۱۵۔ بخاری، کتاب التوحید، باب ۱،

☆ مسلم، ج ۱، ص ۶۸،

۱۶۔ ابو داؤد/ السنن، ج ۳/ص ۲۹۵، دار الفکر، ۹۴ء،

☆ ترمذی، ج ۳/ص ۶۲،

۱۷۔ بخاری کتاب المغازی، باب ۷۸،

☆ مسلم، ج ۳/ص ۱۲۲،

۱۸۔ ترمذی، ج ۳/ص ۳۷۰،

۱۹۔ خطیب العربی، ص ۱۶،

۲۰۔ ایضاً، ص ۴۲۲،

۲۱۔ مسلم، ج ۱/ص ۷۴،

۲۲۔ خطیب العربی ۴۲۳،

۲۳۔ مسلم ج ۴/ص ۱۶۶